ترجمہ :- اے سلمان، ہمارے امور علوم میں شک کرنے والا ہمارے حقوق اور ہماری معرفت میں شک کرنے والے کے مثل ہے خدائے عزوجل نے اپنی کتاب میں ہماری ولایت کو فرض گردانا ہے اور اس میں بیان فرمایا ہے کہ واجب ترین عمل کیا ہے اور وہ غیر مکشوف ہے۔ (بحر المعارف صـ ۲۷ ، ریاض الشہادت ج ۱)

چشمۂ اسرار

شواہد النبوۃ، حبیب السیر اور تاریخ اعثم کوفی میں مرقوم ہے کہ جنگ صفین کے سفر میں ایک روز پانی ختم ہوگیا اور اصحاب پیاس سے بےچین ہونے لگے کہ ایک دیر نظر آیا اور اصحاب نے وہاں پہنچ کر راہب دیر سے پانی طلب کیا تو اس نے کہا کہ پانی وہاں سے دو فرسخ پر ملے گا۔ اصحاب پیاس سے بیتاب ہوگئے تو حضرت نے ایک مقام کو بتلا کر فرمایا کہ وہاں سے مٹی ہٹائیں کچھ مٹی ہٹانے پر ایک بہت بڑا پتھر نمایاں ہوا اور تمام اصحاب نے مل کر کوشش کی کہ اس پتھر کو ہٹائیں مگر اس کو حرکت نہ دے سکے پھر حضرت سواری سے اترے اور دو انگلیوں سے اس پتھر کو نکال کر دور پھینک دیا اس کے نیچے ہی صاف اور شیریں پانی کا چشمہ ظاہر ہوا۔ اور سب نے خوب سیر ہوکر پانی پیا اور جس قدر ہوسکا بھر کر ساتھ رکھ لیا۔ اس کے بعد حضرت نے پھر اس پتھر کو چشمہ پر رکھ دیا اور مٹی اس پر ڈال دی۔ جب راہب نے اس حال کا مشاہدہ کیا تو حضرت کی خدمت میں حاضر ہوکر پوچھا کہ آیا آپ پیغمبر ہیں یا ملک، فرمایا کہ نہیں۔ پھر عرض کیا کہ آیا آپ وصی پیغمبر ہیں، حضرت نے فرمایا کہ میں خاتم الانبیاؐ کا وصی ہوں عرض کیا کہ ہاتھ لائیے تاکہ میں آپ کی بیعت کروں اور اسلام قبول کروں پس اس نے اپنی زبان سے اظہار ایمان کیا کہ اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمدؐ رسول اللہ واشھد انک وصی رسول اللہ۔

حضرت نے پوچھا کہ آج تو نے کیوں اپنے آبائی مذہب کو ترک کیا اور اسلام کو اختیار کیا اس نے جواب دیا کہ میں نے اپنے بزرگوں سے سنا تھا اور اپنی کتابوں میں دیکھا ہے کہ اس جگہ ایک چشمہ ہے جس کے اوپر ایک پتھر ہے جس کو پیغمبر یا وصی پیغمبر کے سوا اور کوئی نہیں جانتا اور نہ کوئی اس کو ہٹا سکتا ہے۔ جب میں نے اس امر کا خود مشاہدہ کیا تو میں اپنی مراد کو پہنچ گیا جس کا ایک عرصہ سے منتظر تھا۔

حضرت علی نے جب راہب کی باتیں سنیں تو اس قدر گریہ فرمایا کہ ریش مبارک آنسوؤں سے تر ہوگئی اور فرمایا کہ الحمد للہ الذی لم اکن عندہ منسیا کنت فی کتبہ مذکوراً (یعنی اس خدا کا شکر و احسان ہے جس نے مجھے فراموش نہیں کیا اور اپنی کتابوں میں ذکر فرمایا)

پس وہ راہب حضرت کے ہمراہ گیا اور جنگ کر کے شہادت پر فائز ہوا حضرت نے اس کے جنازہ پر نماز پڑھی اور دعائے مغفرت فرمائی اور پھر جب کبھی اس کو یاد فرمایا تو کہا کہ وہ ایک مرد مومن تھا۔

سخاوت حضرت امیرالمومنینؑ

ہدایت السعداء میں مرقوم ہے کہ ایک دن ایک سائل نے حضرت امیرالمومنین سے ایک روٹی کا سوال کیا جب کہ آپ حالت سفر میں تھے۔ حضرت نے قنبر سے فرمایا کہ اس درویش کو روٹی دے۔ قنبر نے عرض کیا کہ یا امیرالمومنین روٹی اونٹ پر بار کی ہوئی ہے فرمایا کہ اونٹ ہی دے دے۔ عرض کیا کہ اونٹ قطار میں ہے فرمایا کہ پوری قطار دے دے قنبر فوراً اونٹ کی مہار سائل کے ہاتھ میں دے کر الگ جا کر کھڑا ہوا حضرت نے پوچھا کہ تو اس طرح علیحدہ کیوں ہو گیا۔ عرض کیا کہ مولا آج بحر بخشش جوش پر ہے میں قطار سے اس لئے علیحدہ ہو گیا کہ کہیں قطار کے ساتھ مولا مجھے بھی نہ دیدیں اور میں خدمت کی سعادت سے محروم رہ جاؤں۔ (کوکب دری ص ۔)

اصحاب کہف

علمائے یہود کی ایک جماعت نے حضرت امیرؑ کی خدمت میں حاضر ہو کر سوال کیا کہ کون لوگ ہیں جنہیں خداوند کریم نے قرون گذشتہ میں تین سو نو سال تک مردہ رکھ کر زندہ کیا۔ حضرت نے فرمایا کہ وہ اصحاب کہف ہیں عرض کیا کہ ان کا تفصیلی واقعہ معہ ان کے نام وطن وغیرہ کے بیان فرمایئے۔

حضرت نے فرمایا کہ سرزمین روم میں ایک شہر تھا جس کا نام زمانہ جاہلیت میں افسس تھا جب اسلام پھیلا تو اس کا نام طرطوس رکھا گیا اس شہر میں ایک نیک بادشاہ کی حکومت تھی جس کے مرنے کے بعد ایران کے ایک جابر و کافر بادشاہ نے اس پر قبضہ کر لیا جس کا نام دقیانوس تھا۔ اس نے افسس کو اپنا پایہ تخت بنا کر سنگ خارا کا ایک عظیم الشان قصر تعمیر کیا جس کا طول و عرض ایک ایک فرسخ تھا اس قصر میں چار ہزار سونے کے ستون تھے اس کی چھت میں ایک ہزار طلائی قندیلیں چاندی کی زنجیروں سے آویزاں تھیں جن میں رات بھر خوشبودار روغنوں سے روشنی کی جاتی تھی اس قصر میں ایک دیوان عام تھا جس میں ایک سو اسی جھروکے مشرق کی طرف اور اتنے ہی مغرب کی طرف اس سلیقہ سے بنائے گئے تھے کہ ہر وقت آفتاب کا نور قصر کو جگمگاتا رہے۔ دیوان عام کے وسط میں ایک سونے کا تخت تھا جس کا طول اسی ہاتھ اور عرض چالیس ہاتھ تھا۔ یہ تخت بیش قیمت جواہرات سے مرصع تھا۔

Nahj Al Israr

تخت کی داہنی جانب اسی کرسیاں تھیں جن پر فوجی افسر بیٹھتے تھے اسی طرح بائیں جانب بھی اسی کرسیاں تھیں جن پر شہر کے امراء بیٹھتے تھے۔ بادشاہ سونے کا مرصع تاج پہنتا تھا جس کے نو گوشے تھے۔ ہر گوشہ میں ایک موتی اس طرح ضو دیتا تھا جس طرح اندھیرے میں چراغ ضو دیتا ہے۔ بادشاہ نے افسروں کے لڑکوں میں سے پچاس خوبصورت لڑکوں کو منتخب کیا تھا ان کی کمروں میں دیبا کی سرخ پٹیاں، جسم پر سبز ریشمی قبائیں، سروں پر طلائی تاج، ہاتھوں میں سونے کے کنگن اور پیروں میں سونے کے کڑے رہتے تھے۔ یہ لڑکے ہاتھوں میں سونے کے عمود لئے ہوئے بادشاہ کے بالائے سر صف بستہ رہتے تھے۔ ان کے علاوہ چھ نوجوان جو علماء کی اولاد سے تھے وزیر اور مشیر سلطنت بنائے گئے تھے ان میں سے تین وزراء داہنی جانب اور تین بائیں جانب بیٹھتے ان کے نام تملیخا، مکسلینا، محلمینا اور تمرطلیوس، کشطوس وساذنیوس تھے۔ دقیانوس بغیر ان کے مشورہ کے کوئی کام نہ کرتا تھا۔

جب دقیانوس دربار میں آکر بیٹھتا تین غلام دربار میں اس طرح داخل ہوتے تھے کہ ایک کے ہاتھ میں مشک سے بھرا ہوا سونے کا جام ہوتا تھا دوسرے کے ہاتھ میں گلاب کا جام اور تیسرے کے ہاتھ پر ایک طائر بیٹھا رہتا تھا۔ جو اشارہ پاتے ہی اڑ کر گلاب کے جام میں اپنے پر آلودہ کر کے مشک کے جام میں لوٹ کراڑتا اور بادشاہ کے تاج پر جا بیٹھتا اور اپنے پروں کو حرکت دیکر خوشبو سے ساری فضا کو معطر کر دیتا۔

اس بادشاہ نے تیس سال تک خوب عیش کیا اس عرصہ میں اس کو ایک دفعہ بھی نہ زکام ہوا نہ درد سر اور نہ وہ کبھی بخار میں مبتلا ہوا۔ جب اس نے ان نعمتوں کو پایا تو سرکشی اختیار کی اور اپنی حقیقت کو بھول کر خدائی دعویٰ کر بیٹھا اور اپنی قوم کو اپنی خدائی کی طرف دعوت دی دی۔ جس نے اس کی دعوت کو قبول کیا اسے خلعت و انعام سے سرفراز کیا اور جس نے انکار کیا اس کو قتل کیا۔ اس طرح طوعاً و کرہاً سب کو اس کی خدائی کا اقرار کرنا پڑا اور وہ اس طرح ایک عرصہ تک چلاتا رہا۔

ایک دفعہ کسی عید کے موقعہ پر جب وہ تہنیت و مبارکباد لینے تخت پر بیٹھا تھا ایک فوجی افسر نے ایک وحشتناک خبر سنائی کہ فارس کی فوجوں نے بغاوت کر دی ہے اور قصر کو گھیر لیا ہے اور بادشاہ کو قتل کرنا چاہتے ہیں۔ یہ سن کر دقیانوس گھبرا کر اٹھا اور لڑکھڑا کر نیچے گر پڑا اور اس کے ساتھ ہی اس کے سر سے اس کا تاج بھی گر پڑا۔ تملیخا نے غور سے اس کی جانب دیکھا اور سوچنے لگا اگر درحقیقت یہ خدا ہے تو اس گھبراہٹ کی کیا وجہ ہے؟

اس کے بعد چھے کے چھے وزراء جو روزانہ ایک وزیر کے گھر پر جمع ہو کر تبادلۂ خیال کیا کرتے تھے تملیخا کے گھر پر جمع ہوئے اور تملیخا کہنے لگا کہ میں ایک عرصہ سے سوچ رہا تھا کہ کس نے اس قدر طویل و عریض زمین اور موج زن سمندر اور بلند پہاڑوں کو پیدا کیا۔ کس نے مجھے شکم مادر میں جگہ دی، پرورش کیا اور بزم ہستی میں لایا وغیرہ وغیرہ۔

www.hubeali.com admin@hubeali.com

ان تمام محیرالعقول امور کو سرانجام دینے والی کوئی ہستی ضرور ہونی چاہیئے جو دقیانوس کے علاوہ ہے۔

تملیخا کی تقریر سن کر سب نے بیک آواز کہا کہ تم نے آج وہ بات کہی ہے جو ایک عرصہ سے ہمارے دلوں میں بھی کھٹک رہی تھی۔ اب تم ہی بتاؤ کہ کیا کرنا چاہیئے۔ تملیخا نے کہا کہ ہم سب اس ظالم و جابر بادشاہ سے اپنی جانیں بچا کر خدائے زمین و زمان کی پناہ میں یہاں سے نکل جائیں گے۔ چنانچہ وہ سب متفق ہو کر نکلے اور بازار سے تین درہم کے خرمے خریدے اور گھوڑوں پر سوار ہو کر شہر سے روانہ ہوئے۔ تقریباً تین فرسخ چلنے کے بعد اپنے کو محفوظ سمجھ کر گھوڑوں کو چھوڑ کر پیدل چلنے لگے۔ سات فرسخ چلنے کے بعد انہوں نے دیکھا کہ سب کے پاؤں زخمی ہو گئے تھے کیونکہ پیدل چلنے کے عادی نہ تھے۔ اب پیاس کی شدت ہونے لگی۔ قریب میں ایک چرواہا نظر آیا۔ اس سے کچھ پانی مانگا تو اس نے کہا کہ چہروں سے تم لوگ امراء معلوم ہوتے ہو۔ معلوم ہوتا ہے کہ کسی کے خوف سے بھاگ کر یہاں آئے ہو۔ جب تک اپنا واقعہ نہ سناؤ گے پانی نہیں ملے گا۔ تب انہوں نے اپنا پورا واقعہ سنایا۔ ان کے خیالات سنتے ہی چرواہا ان کے پاؤں پر گر پڑا اور ایمان قبول کر کے ان کے ساتھ چلنے کی خواہش کی۔ پس سب چلنے لگے۔ اور چرواہے کا کتا بھی ان کے ساتھ ہو لیا۔

یہودی نے عرض کیا کہ یا علیؑ کیا آپ جانتے ہیں کہ کتے کا رنگ کیا تھا اور اس کا نام کیا تھا؟

حضرت نے فرمایا کہ کتے کا رنگ سیاہ و سفید تھا اور اس کا نام قطمیر تھا۔ ان لوگوں نے کتے کو ساتھ آتا دیکھ کر خیال کیا کہ یہ ہر جگہ بھونک کر کہیں ہمارا راز فاش نہ کر دے اس لئے اس کو مارنے لگے کہ بھاگ جائے مگر وہ اس کو بھگانے میں ناکام رہے اور کتا پاؤں پر لوٹنے لگا اور بہ قدرت الٰہی گویا ہوا کہ تم لوگ مجھے اپنے سے دور کیوں کر رہے ہو۔ میں بھی تمہاری طرح خداؑ کی وحدانیت کی گواہی دیتا ہوں۔ مجھے اپنے ساتھ رہنے دو تاکہ میں دشمنوں سے تمہاری حفاظت کر سکوں' یہ سن کر سب نے کتے کو ساتھ چلنے کی اجازت دیدی اور چرواہا ان سب کو لئے ہوئے ایک پہاڑ پر چڑھا جس کا نام ناجلوس تھا۔ اس پہاڑ میں ایک غار تھا جس کا نام دھید تھا جب یہ لوگ غار پر پہونچے تو دیکھا کہ غار کے دہانہ پر ایک کشادہ صحن ہے جس میں میوہ دار درخت پھلوں سے لدے ہوئے ہیں اور سرد و شیریں پانی کا چشمہ بہہ رہا ہے۔ بھوکے تو تھے ہی خوب ڈٹ کر کھایا اور پیا یہاں تک کہ رات ہو گئی اور سب نے آرام کیا اور کتا دربان بن کر غار کے دروازہ پر بیٹھ گیا۔

ان کے سونے کے بعد خداوند عالم کے حکم سے ملک الموت نے ان سب کی روح قبض کر لی اور ہر ایک پر دو دو فرشتے مقرر کر دیئے کہ انہیں کروٹیں بدلواتے رہیں اور سورج کو حکم دیا کہ نور افشانی کرتا رہے تاکہ ان کے جسم بوسیدہ نہ ہو جائیں۔

جب دقیانوس اپنے عید کے جشن سے لوٹا تو لوگوں نے اطلاع دی کہ یہ وزراء اس کو چھوڑ کر ایک نئے خدا کو اختیار کئے

ہیں اور اس خوف سے کہیں بھاگ گئے ہیں۔ یہ سن کر دقیانوس ایک فوج لے کر ان کی تلاش میں نکلا اور ان کے نقش قدم پر چلتا ہوا غار کے دہانہ پر پہنچ گیا اور اندر جھانک کر دیکھا تو سب کو سوتا پایا اور اپنے اصحاب سے کہنے لگا کہ اگر میں ان کو سزا بھی دیتا تو اس سے بڑھ کر کیا سزا دیتا جو انہوں نے اپنے لئے مہیا کی ہے اس کے بعد حکم دیا کہ غار کے دہانے کو چونے اور پتھر سے بند کر دیں چنانچہ غار کا دہانہ بند کر دیا گیا اور وہ یہ کہتے ہوئے واپس ہوا کہ ان کے خدا سے کہہ دو کہ اگر یہ ہیں تو انہیں اس غار سے زندہ باہر نکالے۔

اس طرح تین سو نو سال کے بعد خداوند عالم نے دوبارہ ان میں روح کو داخل کیا اور سب اٹھ بیٹھے اور دیکھا کہ آفتاب چمک رہا ہے یہ دیکھ کر کہنے لگے کہ دیکھو آج کی رات ہم کتنی گہری نیند سوئے کہ خدا کی عبادت کی بھی سدھ نہ رہی۔ آؤ چشمہ تک چلیں (غار کا دہانہ بھی کھلا تھا) باہر جو نکلے تو دیکھا کہ چشمہ کا نام و نشان تک نہیں اور تمام درخت بھی سوکھ گئے یہ دیکھ کر ان کو تعجب ہوا کہ ایک شب میں یہ کیا ماجرا ہوا کہ چشمہ بھی خشک ہو گیا اور درخت بھی۔ اب بھوک کی شدت ہونے لگی تو تملیخا چرواہے کا لباس پہن کر دقیانوس کے خوف سے چھپتے چھپاتے غیر معروف راستہ سے شہر کے دروازہ پر پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ دروازہ پر ایک سبز علم نصب ہے جس پر لا الہ الا اللہ عیسیٰ روح اللہ لکھا ہوا ہے۔ تملیخا دیر تک حیرت سے علم کو گھورتے رہے۔ پھر شہر میں داخل ہوئے اور دیکھا کہ لوگ انجیل کی تلاوت کر رہے تھے، کہیں کوئی ملاقاتی نظر نہ آیا۔ بہرحال وہ ایک نانبائی کی دکان پر پہنچے اور اس سے پوچھا کہ اس شہر کا نام کیا ہے۔ اس نے جواب دیا کہ افسس پھر بادشاہ کا نام پوچھا تو اس نے کہا کہ عبدالرحمٰن یہ جواب سن کر تملیخا کا دماغ بہت پریشان ہو گیا کہ آخر معاملہ کیا ہے پھر اپنی جیب سے دو دقیانوسی درہم نکال کر جو بہت موٹے اور بھدے تھے۔ کھانا طلب کیا۔ ان درہموں کو دیکھ کر نانبائی تعجب کرنے لگا۔

یہودی نے قطع کلام کر کے عرض کیا کہ یا علیؑ اگر آپ جانتے ہیں تو بتائیے کہ ان درہموں کا وزن کیا تھا۔

حضرت نے فرمایا کہ اے یہودی میرے حبیب محمد مصطفیٰؐ نے مجھ سے فرمایا تھا کہ وہ درہم باعتبار وزن موجودہ درہم کا ۲/۳ حصہ تھا۔ پس اس درہم کو دیکھ کر نانبائی نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے تمہیں کہیں خزانہ مل گیا ہے۔ مجھے بھی اس میں سے کچھ دیدو ورنہ حکومت کو رپورٹ کر دوں گا۔ تملیخا نے اپنا پورا قصہ سنایا اور کہا کہ مجھے کوئی خزانہ نہیں ملا۔ اس پر نانبائی بگڑا اور کہا کہ تم میرا مذاق اڑاتے ہو اور دقیانوس کی باتیں کرتے ہو۔ جس کو گذرے تین سو سال ہو گئے۔ اس بحث میں بہت سے لوگ جمع ہو گئے۔ اور تملیخا کو پکڑ کر بادشاہ کے پاس پیش کر دیا۔

بادشاہ بہت ہی منصف مزاج اور سمجھدار آدمی تھا اس نے کہا کہ اے جوان خوف نہ کر اور سچ سچ بتا کہ تجھے کتنا خزانہ ملا۔ تجھ پر کوئی ظلم نہ ہو گا۔ کیونکہ ہمارے پیغمبر حضرت عیسیٰ نے ایسی صورتوں میں پانچویں حصہ سے زائد وصول کرنے

سے منع کیا ہے۔ تملیخا نے اپنا قصہ پھر دہرایا اور کہا کہ اے بادشاہ تو یقین کر کہ میں نے کوئی خزانہ نہیں پایا بلکہ میں اسی شہر کا ایک فرد ہوں۔ بادشاہ نے کہا کہ اگر تم اسی شہر کے باشندہ ہو تو بتاؤ کسی کو پہچانتے بھی ہو۔ تملیخا نے تقریباً ایک ہزار آدمیوں کے نام سنائے جن سے انہیں واقفیت تھی۔ چونکہ وہ سب مر چکے تھے۔ بادشاہ نے کہا کہ اے جوان ان نام والوں کو تو ہم قطعاً نہیں جانتے ونیز یہ لوگ ہمارے زمانہ کے آدمی ہی نہیں معلوم ہوتے۔ اچھا اگر اس شہر میں تمہارا مکان ہے تو بتاؤ کہ کہاں ہے پس تملیخا ایک گروہ کو ساتھ لے کر چلے اور ایک عالیشان مکان کے سامنے کھڑے ہو کر کہنے لگے کہ یہ مکان میرا ہے۔ جب دروازہ کھٹکھٹایا تو اندر سے ایک اس قدر ضعیف آدمی نکلا جس کی دونوں بھویں عمر کی زیادتی کی وجہ سے آنکھوں پر لٹک رہی تھیں۔ اس انبوہ کثیر کو دیکھ کر وہ بوڑھا ڈر گیا اور پوچھا کہ آخر سب نے میرے گھر کو کیوں گھیر لیا ہے اس پر بادشاہ کے ملازم نے کہا کہ اے شخص یہ جوان اس کا مدعی ہے کہ یہ گھر اس کا ہے۔ یہ سن کر بوڑھا غضب ناک ہو گیا اور تملیخا کی طرف غور سے دیکھ کر اس کا نام پوچھا۔ تملیخا نے کہا کہ میں تملیخا بن نلسین ہوں۔ بوڑھے نے دوبارہ پوچھا اور وہی جواب سن کر تملیخا کے پاؤں پر گر پڑا اور اس کے دست و پا کے بوسے لینے لگا پھر سب سے کہا کہ رب کعبہ کی قسم یہ ہمارا جداعلیٰ ہے۔ یہ ان چھ جوانوں میں سے ایک ہے جو دقیانوس کے خوف سے یہاں سے بھاگ گئے تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ہمیں اس واقعہ کی اطلاع دی ہے اور یہ بھی کہا ہے کہ وہ عنقریب زندہ ہونے والے ہیں۔

جب یہ خبر بادشاہ کے پاس پہنچی گھوڑے پر سوار ہو کر تملیخا کے پاس آیا اور تعظیماً اس کو اپنے دوش پر سوار کر لیا اور باقی چھ ساتھیوں کا حال پوچھا تو تملیخا نے جواب دیا کہ وہ سب غار میں موجود ہیں اور کھانے کا انتظار کر رہے ہیں۔ یہ سن کر تمام لوگ تملیخا کو لے کر غار کی طرف روانہ ہوئے جب قریب پہنچے تو تملیخا نے کہا کہ تم لوگ یہیں ٹھہرو کہیں ایسا نہ ہو کہ گھوڑوں کی آواز سن کر میرے ساتھی یہ نہ سمجھیں کہ پھر دقیانوس آ پہنچا چنانچہ سب لوگ ٹھہر گئے اور تملیخا تنہا غار میں داخل ہوئے۔ سب لوگ پریشان تھے اور اس تاخیر کا سبب پوچھا تو تملیخا نے پوچھا کہ یہ تو بتاؤ کہ تم لوگ کتنی دیر سوئے۔ سب نے جواب دیا کہ بس ایک شب یا اس سے کچھ کم۔ تملیخا نے جواب دیا کہ ہم تین سو نو سال سوتے رہے۔ دقیانوس داخل جہنم ہو کر عرصہ گذرا اور اب شہر والے خدائے عظیم پر ایمان لا چکے ہیں اور غار کے دہانہ پر تم سب کی زیارت کے مشتاق ہیں۔ سب نے کہا کہ اے تملیخا کیا تم سب کو زمانہ بھر کے لئے فتنہ بنانا چاہتے ہو۔ چلو آؤ تم اور ہم سب مل کر دعا کریں۔ چنانچہ سب نے خدا کی بارگاہ میں دعا کی کہ اے پالنے والے ان عجائب کا واسطہ جن کا مظاہرہ تو نے خود ہم میں کیا ہے۔ ہماری روحیں دوبارہ قبض کر لے تاکہ ہم اہل دنیا سے محفوظ رہیں۔ ان کی دعا مستجاب ہوئی اور بحکم ایزدی ملک الموت نے سب کی روحیں قبض کر لیں اور غار کا راستہ دوبارہ بند ہو گیا۔

تملیخا کے ساتھ آنے والے سات روز تک غار کو تلاش کرتے رہے مگر نہ پا سکے۔ ان میں کچھ نصرانی اور کچھ دین ابراہیمی کے لوگ تھے۔ ابراہیمیوں نے ان کی یادگار میں وہاں ایک مسجد تعمیر کرنی چاہی اور نصرانیوں نے گرجا بنانا چاہا اور اس امر پر تکرار شروع ہوئی یہاں تک کہ تلوار چلنے لگی۔ ابراہیمی غالب آئے اور دروازہ کہف پر مسجد بنا دی۔

کیوں اے یہودی جو کچھ میں نے کہا ہے توریت کے مطابق ہے یا نہیں؟

یہودی نے جواب دیا کہ یا حضرت اب مجھے آپ یہودی نہ کہیئے میں نے صدق دل سے اسلام قبول کر لیا۔

(عرائس التیجان از ابو اسحٰق ثعلبی)

حضرت علی علیہ السلام اور مقبرہ یہود

جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کوفہ سے باہر نکلے تو میں بھی ان کے پیچھے چلا یہاں تک کہ ہم یہودیوں کے قبرستان میں پہنچے اور قبرستان کے درمیان کھڑے ہو کر حضرت علیؑ نے آواز دی کہ اے یہودیو آیا (میری امامت کو) قبول کرو گے۔ انہوں نے قبور سے لبیک لبیک کا جواب دیا۔

پھر حضرت نے فرمایا:۔

امیرالمومنین: کیف ترون العذاب

ارواح یہود: بعصیاننا لك کفرون فنحن ومن عصاك فی العذاب الی یوم القیامۃ

ثم صاح صیحۃ کادت السموات ینقلبن فوقعت مغشیا علی وجھی من ھول ما رایت فلما افقت رایت امیرالمومنین علی سریر من یاقوتۃ حمراء علی راسہ اکلیل من الجواھر وعلیہ حلل خضر وصفر ووجھہ کدائرۃ القمر

جابر:۔ یا سیدی ھذا ملك عظیم

امیرالمومنین: تم کیوں عذاب کا مزہ چکھ رہے ہو۔

ارواح یہود: آپ سے عصیان کرنے کی وجہ ہم کافر ہیں پس ہم اور وہ لوگ جنہوں نے آپ کا گناہ کیا قیامت تک عذاب میں رہیں گے۔

پھر حضرت نے ایک صیحہ لگایا قریب تھا کہ سماوات منقلب ہو جائیں۔ پس میں اس چیز کے خوف سے جس کو میں نے دیکھا تھا منہ کے بل گر پڑا جب مجھے افاقہ ہوا میں نے امیرالمومنین کو ایک یاقوت سرخ کے تخت پر دیکھا اور آپ کے سر پر جواہرات کا تاج تھا جسم پر سبز اور زرد حلے تھے اور آپ کا چہرہ مثل دائرہ قمر کے تھا۔

جابر: اے میرے سردار کیا یہ ملک عظیم ہے

امیرالمومنین : نعم یا جابران ملکنا اعظم من ملک سلیمان بن داؤد و سلطاننا اعظم من سلطانہ ۔

امیرالمومنین : ہاں اے جابر بتحقیق کہ ہمارا ملک سلیمان ابن داؤد کے ملک سے بھی بڑا ہے اور ہماری حکومت ان کی حکومت سے عظیم تر ہے ۔

اس کے بعد کوفہ واپس ہوئے اور مسجد میں داخل ہو کر فرمانے لگے۔

امیرالمومنین : لا واللہ لا واللہ لا فعلت لا واللہ لا کان ذلک ابداً ۔

امیرالمومنین : خدا کی قسم نہیں خدا کی قسم نہیں میں ایسا نہیں کروں گا خدا کی قسم ایسا تا ابد کبھی نہیں ہوگا۔

امیرالمومنینؑ : یا جابر کشف لی عن برھوت فرایت شنبویہ وحبرویہ وھما یعذبان فی جوف تابوت فی برھوت فنادانی یا ابا الحسن یا امیرالمومنین ردّنا الی الدنیا نقر بفضلک و نقر بالولایۃ لک فقلت لا واللہ لا فعلت لا واللہ لا کان ذالک ابداً ۔

امیرالمومنین : اے جابر برہوت میرے لئے کھلی ہوئی ہے اور میں نے شنبویہ اور جبرویہ کو دیکھا کہ برہوت میں ایک تابوت کے جوف میں ان دونوں پر عذاب کیا جارہا ہے پس ان دونوں نے مجھے پکارا کہ یا ابوالحسن یا امیرالمومنین ہمیں دنیا کی طرف بھیج دیجئے تاکہ ہم آپ کی فضیلت اور ولایت کا اقرار کریں میں نے جواب دیا کہ خدا کی قسم میں ایسا نہ کروں گا خدا کی قسم تا ابد ایسا نہ ہوگا۔

ثم قرء ھذہ الآیۃ ولو ردّوا لعادوا لما نھوا عنہ وانھم لکاذبون ۔

حضرت نے پھر یہ آیت تلاوت فرمائی ۔ اگر وہ لوٹا دیئے جائیں دنیا کی طرف تو وہ وہی کریں گے جس کی ممانعت کی گئی ہے بیشک وہ جھوٹے ہیں ۔

یا جابر وما من احد خالف وصیّ نبیّ الّا حشر اعمیٰ یتکبکب فی عرصات القیمۃ ۔

اے جابر ایک شخص بھی ایسا نہیں کہ جس نے نبیؐ کے وصی کی مخالفت کی ہو مگر یہ کہ وہ میدان قیامت میں اندھا محشور ہوگا اور ہاتھ پیر مارتا ہوگا۔

(بحرالمعارف صفحہ ۴۳۶)

حدیث غدیر چھپانے کی سزا

استشہاد رحبہ سنہ ۳۵ھ

ابوالجارود سے روایت ہے کہ ایک روز مقام رحبہ پر حضرت علی علیہ السلام خطبہ کیلئے کھڑے ہوئے اور حمد و

ثنائے الہٰی کے بعد فرمایا کہ خداوند تعالیٰ کو درمیان رکھ کر کہتا ہوں کہ وہ لوگ کھڑے ہو جائیں جو یوم غدیر موجود تھے اور وہ شخص کھڑا نہ ہو جو صرف یہ کہہ سکے کہ میں نے سنا ہے یا مجھ تک خبر پہونچی ہے بلکہ صرف وہی شخص کھڑا ہو جس کے کانوں نے خود رسول اللہ کے خطبہ کو سنا ہوا اور اس کے دل نے محفوظ رکھا ہو۔"

اس حکم پر برو ایتے تیس، سترہ یا بارہ صحابی کھڑے ہوتے اور حضرت علیؑ نے فرمایا کہ:۔

بیان کرو جو کچھ تم نے یوم غدیر دیکھا تھا اور رسول اللہ سے سنا تھا۔ سب نے یکے بعد دیگرے واقعہ غدیر کی سرگزشت سنائی کہ کس طرح رسول اللہ نے یکایک مقام غدیر پر چلتے ہوئے قافلہ کو روکا پھر زمین صاف کر کے خیمہ استاد کرنے کا حکم دیا۔ پالان شتر کا منبر تیار کروایا اور حضرت علیؑ کو ساتھ لے کر منبر پر تشریف لے گئے اور دوپہر کی چلچلاتی دھوپ میں ریگستان میں دفعتہً قافلے کو روکنے کا سبب بیان کیا اور ایک طویل خطبہ ارشاد فرمایا حدیث ثقلین سنائی اور پھر فرمایا کہ " من کنت مولاہ فھذا علی مولاہٗ " یعنی میں جس کا مولا ہوں یہ علی اس کے مولا ہیں پھر خدا سے دعا مانگی کہ وہ اس کی مدد کرے جو علیؑ کی مدد کرے اور اس کو چھوڑ دے جو علی کو چھوڑ دے۔ اس کے بعد آیت " الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا نازل ہوئی جو سب کو سنا دی گئی پھر حضرت علی علیہ السلام کو خیمہ میں جانے اور تمام اصحاب وانصار و مہاجرین وغیرہ کو گروہ گروہ جا کر حضرت علی علیہ السلام کی بیعت کرنے کا حکم دیا۔

حضرت علیؑ نے فرمایا کہ تم سچ کہتے ہو میں اس پر گواہ ہوں میں سے ایک گواہ ہوں۔

اصحاب رسول جو رحبہ میں حاضر تھے اور حدیث غدیر کی شہادت تھی ان کے نام درج ذیل ہیں۔

(۱) ابو ایوب انصاری (۲) قیس بن سعد بن عبادہ انصاری (۳) خزیمہ بن ثابت انصاری (۴) ابو یعلیٰ انصاری (۵) سہل بن سعد انصاری (۶) ابو الہیثم (۷) عامر بن لیلی (۸) عدی بن حاتم (۹) عقبہ بن عام (۱۰) عمار بن یاسر (۱۱) ہاشم مرقال (۱۲) عبداللہ بن بدیل وغیرہ۔

اس موقعہ پر چند اور اصحاب رسول بھی موجود تھے جنہوں نے حدیث غدیر اپنے کانوں سے سنی تھی مگر شہادت نہ دی اس لئے حضرت علی نے انہیں بد دعا دی اور وہ لوگ دنیا سے فنا نہیں ہوئے مگر یہ کہ اندھے ہو گئے یا برص میں مبتلا ہو گئے۔ ان میں سے چند نام یہ ہیں۔

(۱) انس بن مالک (۲) زید بن ارقم (۳) براء بن عاذب انصاری (۴) جریر بن عبداللہ (۵) عبدالرحمٰن بن مدلج (۶) یزید بن ودلیعہ (۷) اشعث ابن قیس (۸) خالد بن یزید۔

حضرت علیؑ نے ان سے پوچھا کہ کس چیز نے تمہیں کھڑے ہونے اور شہادت دینے سے روکا حالانکہ تم لوگ بھی

یوم غدیر موجود تھے اور رسول اللہ کو کہتے سنا تھا ان میں سے ایک شخص نے جواب دیا کہ میں بوڑھا ہو گیا ہوں اور بھول گیا ہوں کہ حضور اکرمؐ نے کیا کیا کہا تھا۔ حضرت علی نے بد دعا کی کہ خداوندا اگر یہ لوگ دل کے کھوٹ کی باعث جھوٹ کہہ رہے ہیں اور شہادت کو چھپایا ہے تو ان کو عذاب میں مبتلا کر۔ حضرت کی دعا قبول بارگاہ ایزدی ہو گئی اور اسی وقت براء بن عاذب اندھا ہو گیا اور کہا کرتا تھا کہ وہ شخص کس طرح ہدایت پا سکتا ہے جس کو حضرت علی کی بد دعا لگی ہو۔ انس برص میں اس طرح مبتلا ہو گیا کہ اس کا عمامہ برص کے دھبوں کو چھپا نہ سکتا تھا اس لئے وہ ہمیشہ اپنے چہرے پر برقعہ ڈالے رکھتا تھا۔ زید بن ارقم اندھا ہو گیا اس کا بیان ہے کہ میں ان لوگوں میں سے ہوں جنہوں نے حدیث غدیر کی شہادت کا اخفا کیا تھا پس خدا نے مجھے اندھا کر دیا جریر دیوانہ ہو گیا۔

(مسند امام حنبل ج ۴، ۵، اسد الغابہ ج ۳، کنز العمال ج ۶ شواہد النبوت جامی۔ تذکرہ خواص الامۃ۔ البلاغ المبین ج ۱۔ ب۱۱، ج ۲ ب۱۲)

حضرت علیؑ سے گستاخی اور سزا

فتوحات القدس میں لکھا ہے کہ رسالت مآبؐ کی وفات کے بعد ایک روز حضرت امیر المومنین مسجد میں وعظ فرما رہے تھے۔ اثنائے وعظ میں فرمایا کہ اے لوگو اگر سید آخر الزمان نے آخرت کی طرف کوچ کیا تو میں بحکم پروردگار ان کا وصی، قائم مقام اور نائب ہوں تم اپنی ہر مشکل کے لئے میری طرف متوجہ ہو کیونکہ پوشیدہ باتیں مجھ پر ظاہر ہیں غیب کا حال مجھ پر آشکار ہے۔ اولین و آخرین کا علم میرے خزانہ کا گوہر ہے۔ آسمان و زمین کے راز میرے سینہ میں موجود ہیں۔ میں مور و مار کے حالات سے واقف ہوں۔ ہر سفید و سیاہ کا حال مجھ پر روشن ہے ہوا کے پرندوں اور پانی کی مچھلیوں کا حال مجھ پر آشکار ہے۔ جو کچھ تھا ہے اور ہو گا سب کا علم مجھ کو حاصل ہے۔ میں ہر شہر و ہر دیار کے باشندوں کی عبادت اور بندگی سے واقف ہوں۔ میں چاہوں تو مشرق کو مغرب کر دوں عورت کو مرد، زمین کو آسمان اور جابلقا کو جابلسا بنا دوں۔

اس مجلس میں ایک مشرک بھی بیٹھا تھا جو بہت دولت مند تھا اور اپنی دولت کی کثرت پر بہت متکبر تھا حضرت کے کلام کو سن کر اس نے آپکی کی بزرگیوں سے انکار کرتا ہوا باہر نکل گیا مسجد سے باہر نکلا ہی تھا کہ غضب الٰہی نازل ہوا اور وہ کتے کی شکل میں مسخ ہو گیا جب اپنا یہ حال دیکھا تو پھر مسجد میں واپس آیا تاکہ حضرت امیر المومنینؑ سے مدد مانگے۔ مسجد میں آتے ہی تمام لوگوں نے لکڑی اور پتھروں سے اس کی خبر لے کر باہر نکال دیا۔ مجبوراً وہ اپنے گھر بھاگا اور اور اپنی خواب گاہ میں ریشمی بستر پر لیٹ گیا۔ جب اس کی بیوی نے دیکھا کہ اس کے شوہر کے بستر پر ایک کتا لیٹا ہوا

ہے تو لکڑی سے اس کی خوب خبر لی یہاں تک کہ اس کے دانت ٹوٹ گئے اور گھر سے باہر نکال دیا۔ جب گھر سے باہر نکلا تو محلہ کے کتوں نے اس پر حملہ کیا اور اس کو زخمی کر دیا۔ مجبور ہو کر اس نے جنگل کا رخ لیا اور برجحون پہنچ کر قیام کیا اور سات سال اس جنگل میں سرگردان پھرتا رہا۔ جب اس کے قبیلہ کے لوگوں کو اس کے مسخ ہو جانے کی اطلاع ملی تو انہوں نے اس کی تلاش شروع کی اور جب کہیں اس کا نشان نہ ملا تو یہ سمجھ کر خاموش ہو گئے کہ کسی نے اس کو مار ڈالا اس کی بیوی ایک باایمان اور محمدؐ و آل محمدؐ کے محبوں سے تھی اپنے شوہر کے ماتم میں سیاہ پوش ہو گئی اور اس طرح سات سال گذار دیئے۔ اس کے بعد ایک مرتبہ حضرت امیرالمومنین کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنا پورا واقعہ سنا کر رونے لگی حضرت نے فرمایا کہ تیرا شوہر زندہ ہے مگر نہایت بدحال اور پریشان ہے گھر جا اور کچھ کھانا تیار کر اور اپنے چند محرموں کے ساتھ برجحون لے جا۔ دو فرسخ راستہ طے کرنے کے بعد بائیں جانب ایک ٹیلہ نظر آئے گا اس کے قریب ہی اپنے شوہر کو تلاش کر۔ یہ سنتے ہی وہ عورت گھر جا کر اقسام کے کھانے تیار کئے

اور برجحون کی راہ لی اور اپنے شوہر کو تلاش کرنا شروع کیا۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک کتا نظر آیا جو اس قدر ضعیف اور کمزور تھا کہ ٹیلے پر چڑھنے کے قابل نہ تھا۔ عورت نے اس پر رحم کھا کر کچھ روٹی اور حلوہ اس کے سامنے رکھا مگر وہ کمزوری کے باعث نہ کھا سکا۔ پھر پانی کا ایک پیالہ اس کے سامنے رکھا جب اس نے پانی پینے کا ارادہ کیا تو ایک سیاہ خاک پیالے میں نمودار ہوئی عورت یہ دیکھ کر حیران ہو گئی اور پھر حضرت امیرالمومنینؑ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ میرا شوہر کہیں بھی نظر نہ آیا وہاں صرف ایک کتا ہے جو برجحون میں اس حالت میں نظر آیا۔ حضرت نے فرمایا کہ اے عورت وہی کتا تیرا شوہر ہے جس کو تو نے دیکھا۔ عورت پریشان ہو کر حضرت کے پاؤں پر گر پڑی اور نہایت ہی تضرع اور زاری سے عرض کی کہ یا امیرالمومنین یہ کیا واقعہ ہے سمجھا دیجئے۔

حضرت نے فرمایا کہ تیرا شوہر مشرک تھا اس نے خدا و مصطفٰے سے دشمنی کی اور میری ولایت میں شک کیا تھا اس لئے خدا نے اس کو کتے کی شکل میں مسخ کر دیا۔ عورت نے بصد عجز و نیاز عرض کیا کہ اس کو اصلی صورت پر لوٹا دیں۔ حضرت نے فرمایا کہ اس کتے کے گلے میں رسی ڈال کر لے آ۔ یہ سن کر عورت دوڑی اور کتے کے گلے میں رسی باندھ کر حضرت کی خدمت میں لائی۔ جب کتا حاضر ہوا تو زار زار رونے لگا حضرت نے بارگاہ قاضی الحاجات میں دعا کی کہ وہ اپنی صورت پر لوٹ آئے اس کے ساتھ ہی وہ انسان بن گیا اور رو کر کہنے لگا کہ یا امیرالمومنین میں نے آپ کے بارے میں شک کیا تھا اور اپنے کئے کی سزا پائی۔ اب مجھے دین اسلام کی تعلیم دیجئے۔ چنانچہ اس نے اسلام قبول کر لیا۔

(کوکب دری ب۲)